807
Alhaj Mohamed Ismail ...
House No. 20-4-82,
Mohalla Khilwat, Hyderabad.

حق کا داعی: جامعہ محمدیہ کا ترجمان

صوت الحق

پندرہ روزہ

زیر اشاعت
مختار احمد ندوی
شمس پیرزادہ

منصورہ
مالیگاؤں، ناسک
(مہاراشٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استقبال

اھلاً وسہلاً مرحبا خوش آمدید

توحید کے پروانو۔ حق کے شیدائیو۔ شرک وبدعات کیخلاف جدوجہد کرنے والو۔ توحید کے پیغام کو عام کرنیوالو۔ اس گرم موسم میں اپنا آرام تج کر۔ دور دراز کا سفر طے کرکے اور واپسی میں اس پرہیجان سفری موسم میں صعوبتیں برداشت کرنیوالو۔ یقیناً وحدہ لاشریک لہ کی بیشمار نعمتیں وبیش بہا برکتیں آپ کیلئے ہونگی۔ اور باری تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے گا۔ انشاء اللہ۔

صوبائی جمعیۃ اہلحدیث بمبئی کی دعوت قبول کرکے مواحدین کے اجتماع میں جمع ہونے والے تمام محمدیوں کو ہم اراکین جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں مبارکباد دیتے ہیں۔ آپ کا دلی استقبال کرتے ہیں۔ اور آپ کو مورخہ ۴ مئی ۱۹۸۲ء کو جامعہ محمدیہ کی زیارت کی دعوت دیتے ہیں۔ جماعت اہل حدیث اور قوم مسلم کی اس عظیم درسگاہ کا معائنہ کریں اور اس کے تابناک مستقبل کے لئے اپنے نیک مشوروں سے نوازیں۔

عبد العزیز انصاری، ناظم جامعہ محمدیہ

دعوۃ القرآن

شمس پیرزادہ

سورۃ الاعلیٰ

اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے

اپنے رب اعلیٰ کے نام کی تسبیح کرو۔ جس نے پیدا کیا اور متناسب بنایا جس نے منصوبہ بنایا اور رہنمائی کی۔ جس نے چارہ اگایا۔ پھر اس کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنایا۔ (اے نبی!) ہم تمہیں پڑھائیں گے پھر تم نہیں بھولو گے۔ مگر جو اللہ چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے۔ اور چھپی بات کو بھی۔ اور ہم تمہارے لئے آسانی کی راہ ہموار کر دیں گے۔ (سورۃ الاعلیٰ ۔ آیت ۱ تا ۸)

تشریح

یہاں رب کی صفت اعلیٰ بیان ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا جو تمام انسانوں اور ساری مخلوقات کا پروردگار اور مالک و آقا ہے۔ ایک برتر و بالاتر ہستی ہے۔ اس کی شان اور اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ انسان فطرتاً اس کو جانتا ہے۔ اور عقل اس کو پہچانتی ہے۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اس بلند و بالا ہستی کی کنہ معلوم کرنے اور اس کو اپنی عقل کی گرفت میں لینے کی کوشش یا عقل سے دور ہے۔

جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا
عقل سے جو کہ گئی لا انتہا کیونکر ہوا

جو لوگ اس کی معرفت حاصل کرنے کے بجائے اس کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے پیچھے پڑ گئے وہ فلسفیانہ باتوں میں الجھ کر بالکل بہک گئے۔ شاعر نے یہاں تک کہ "آتما" قرار دیا۔ وہ ساری موجودات میں اس کے حلول کے قائل ہو گئے۔

"The sage all beings in The Atman and The Atman in all beings" (The Essence of principal Upnishads p. 5

خدا کا یہ نہایت گمراہ کن تصور ہے۔ جو شرک کی بنیاد ہے۔ قرآن اس بنیاد ہی کو ڈھا دیتا ہے۔ اور خدا کی ذات کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے اور فلسفیانہ بحثیں کھڑی کرنے سے یکسر روکتا ہے۔ وہ اس کی ایسی معرفت عطا کرتا ہے۔ جو عقل کو جلا بخشنے والی، قلب کو مطمئن کرنے والی، اور انسان کو صحیح معنی میں خداشناس بنانے والی ہے۔ یہ معرفت خدا کی صفات پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے قرآن خدا کی صفات کا تفصیل سے اور بکثرت ذکر کرتا ہے۔

رب کے اعلیٰ ہونے کی صفت اس مشرکانہ تصور کو باطل قرار دیتی ہے کہ خداؤں میں کوئی چھوٹا ہے تو کوئی بڑا۔ اور کوئی دیو ہے تو کوئی مہادیو۔ ساتھ ہی وہ اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ خدا صرف ایک ہے۔ اور وہی اعلیٰ و برتر ہے۔ اسکے سوا کوئی خدا ہے ہی نہیں۔ پھر کسی کے برتر ہونے کا کیا سوال؟ اور سرے سے کوئی دیو ہے ہی نہیں۔ پھر کسی کے مہا دیو ہونے کا کیا مطلب؟

اس اسم جیسے کہ "تسبیح" کی ہدایتیں مضمر ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ان ناموں سے یاد کیا جائے۔ جو اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے اس کی شان اور اسکے رتبہ کے لحاظ سے بالکل موزوں اور درست ہوں۔ ضروری نہیں کہ وہ عربی زبان ہی کے الفاظ ہوں۔ بلکہ وہ کسی بھی زبان کے الفاظ ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اس میں شرک کا تصور مضمر نہ ہو۔ نیز تنقیص یا بے ادبی کا کوئی پہلو نکلتا نہ ہو۔ اسی بنا پر ہم اردو میں اللہ کو "خدا" اور "پروردگار" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مراٹھی زبان پر مشرکانہ مذہب کا کافی اثر ہے۔ اس لئے اس زبان میں اللہ کیلئے کلام تجویز کرتے وقت احتیاط لازم ہے۔ مثال کے طور پر "رام" ایک مذہبی شخصیت کا نام ہے۔ جن کو وشنو کا اوتار کہا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

Moles Worths Marathi English Dictionary p. 693

اسلئے اس لفظ کو رام کے ہم معنی سمجھ کر اللہ کیلئے ہرگز استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح "شیو" مشرکانہ مذہب میں تین خداؤں (تری مورتی) میں سے ایک خدا کا نام ہے۔ ساتھ ہی اس کے معنی مردے کے متعلق دوسرے بھی ہیں۔ ملاحظہ ہو

(Students Sanskrit English Dictionary by Apte p. 555)

اور شیو لنگ کی پوجا بھی کی جاتی ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مشرکوں نے اپنے خداؤں کا نام رکھنے میں کس ذہنیت کا ثبوت دیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

دوسری ہدایت یہ ہے کہ اسکی پاکیزگی بیان کرو۔ یعنی اس کو ہر قسم کے نقص، عیب اور شرک سے منزہ قرار دو۔ اور تیسری ہدایت یہ ہے کہ اس کی تنزیہہ کے تصور کے ساتھ اس کا نام جپتے رہو۔ کہ اسی کا نام جپنے کے لائق ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کی بنا پر سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ (پاک ہے میرا رب اعلیٰ) پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ (ابوداؤد ۔ کتاب الصلوٰۃ) گویا سجدہ کی یہ تسبیح۔ اس حکم کی تعمیل میں ہے۔ جو اس آیت میں دیا گیا ہے۔

"متناسب بنایا" اگر انسان اتفاقی حادثہ کے طور پر وجود میں آ گیا ہوتا تو اس کے اندر تناسب، موزونیت اور حسن و جمال نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔ یہ صریح نشانی ہے۔ اس بات کی کہ اسے خدائے برتر نے پیدا کیا ہے۔

"منصوبہ بنایا" انسان کی پیدائش بغیر کسی منصوبہ کے نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ اس کے خالق نے اسکا ایک منصوبہ بنایا ہے۔ جس کے مطابق وہ دنیا میں ایک مقررہ مدت تک کام کرتا ہے۔ یہ منصوبہ مختصراً یہ ہے کہ دنیا کی یہ زندگی آزمائشی ہوگی۔ اور ہر شخص کو آزمائش کے جن مراحل سے گزرنا ہوگا۔ اور اس کو جو توتیں اور صلاحیتیں عطا کی جائیں گی۔ اور جو وسائل اور مواقع فراہم کئے جائیں گے۔ وہ سب ایک طے شدہ فیصلے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اسی کا نام قرآن کی اصطلاح میں "تقدیر" ہے۔ یعنی خدا کا پیشگی تیار کردہ منصوبہ۔

"اور رہنمائی کی" یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس منصوبے سے انسان کو بے خبر نہیں رکھا ہے۔ بلکہ بھلائی اس کا شعور اس کی فطرت ہی میں رکھ دیا ہے۔ جس کی بنا پر اس کا ضمیر اسے برائی پر ٹوکتا ہے۔ اور بھلائی پر مطمئن ہوتا ہے۔ وہ اپنی زندگی کا اچھا انجام دیکھنا چاہتا ہے۔ اور بُرا انجام نہیں دیکھنا چاہتا۔ اور انجام اس کے سامنے ہے۔ اس لحاظ سے دیکھئے تو فطرتاً وہ اپنے آپ کو امتحان گاہ میں محسوس کرتا ہے۔ اس احساس کو جو چیز تازہ کرتی ہے۔ اور خدائی منصوبے سے اسے اچھی طرح باخبر کرتی ہے۔ وہ وحی الٰہی ہے۔ جس کا ذکر آگے کی آیات میں آ رہا ہے۔ گویا انسان کے خالق نے اس کیلئے خفی اور جلی دونوں طرح کی رہنمائی کا سامان کر دیا ہے۔ اگر فطرت کی آواز ہدایت مخفی ہے تو وحی الٰہی جلی۔ اس کے بعد انسان اپنے کئے کا آپ ذمہ دار ہے۔ اور اس کیلئے یہ کہنے کا موقع نہیں کہ میرے رب نے میری ہدایت و رہنمائی کا سامان نہیں کیا۔

"کوڑا کرکٹ بنایا" یعنی جب چارہ اگتا ہے تو سرسبز ہوتا ہے۔ لیکن ایک وقت آتا ہے کہ سیاہ کوڑا کرکٹ بن کے رہ جاتا ہے۔ یہ ایک مثال ہے۔ خدا کے منصوبہ کی جو اس دنیا میں کارفرما ہے۔ اور جس سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ یہ پوری دنیا کیلئے بھی خدا کا ایک منصوبہ ہے۔ اور وہ منصوبہ یہ کہ اس پر خزاں کو ایک دن آنا ہے۔ تاکہ اسکے بعد آخرت کا ظہور ہو۔ لہٰذا انسان اس دنیا کو سرسبز دیکھ کر اس خام خیالی میں مبتلا نہ رہے کہ یہ ہمیشہ پر بہار رہیگی اور اس پر خزاں آنے والی نہیں۔

"پھر تم نہیں بھولو گے" اس آیت میں خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور فرمایا یہ جا رہا ہے کہ قرآن کی شکل میں جو وحی ہم نازل کر رہے ہیں۔ اس کو آپکے ذہن میں محفوظ کر دینے کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ لہٰذا اس بات کا کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ اسکا کوئی حصہ تم بھول جاؤ۔ واضح رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع شروع میں اس اندیشہ سے کہ کہیں کوئی آیت یا لفظ بھول نہ جائیں۔ جب قرآن کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو اس کو اخذ کرنے میں جلدی فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ قرآن اور پیغمبر کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ پورا قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مستحضر یاد ہو گیا کہ آپ اس کا ایک لفظ بھی نہیں بھولے۔ اور اسے پوری صحت کے ساتھ نئی نسل کو امت کی طرف منتقل کیا۔ اور آج چودہ سو سال کے بعد لاکھوں اور کروڑوں سینوں میں اپنی اصل شکل میں اس طرح موجود ہیں کہ قیامت تک کیلئے اسکے محفوظ رہنے کا سامان ہو گیا ہے۔ گویا قرآن ایک مستقل اور دائمی معجزہ ہے۔ جسکا مشاہدہ ہر دور کے لوگ کر سکتے ہیں۔

"مگر جو اللہ چاہے" یعنی اگر اللہ ہی بھلانا چاہے تو اور بات ہے۔

"چھپی بات کو بھی" اشارہ ہے اس بات کیطرف کہ اے نبی قرآن کو یاد رکھنے کے سلسلہ میں جو اندیشہ تم اپنے دل میں محسوس کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔ مگر تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ قرآن کا سبق تمہیں وہ ہستی دے رہی ہے۔ جس کا علم تمام باتوں کا محیط ہے۔ اور اس نے تمہارے حافظہ میں ٹھیک ٹھیک محفوظ کر دینے کا فیصلہ فرمایا ہے۔

"آسانی کی راہ ہموار کر دیں گے" اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے منزل الہیٰ کا سامان کیا گیا ہے کہ ۔ (بقیہ صفحہ کالم نمبر)

پندرہ روزہ **صوت الحق** مالیگاؤں
جلد ۱ مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۹۸۲ء شمارہ ۲۱

ملاحظات

رفیق احمد سلفی

۱۲ / اپریل کو بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی اور مسجد عمر پر ہونے والی اسرائیلی فائرنگ اور اس کے نتیجے میں متعدد نمازیوں کے شہید اور زخمی ہونے کی خبر سے پوری دنیائے اسلام میں غم و غصہ کی ایک لہر پھیل گئی ہے۔ اس وحشیانہ کارروائی پر ساری دنیا کے مسلمان تڑپ اٹھے۔

مسجد اقصیٰ سے تمام مسلمانوں کو خواہ ان کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو۔ زبردست جذباتی وابستگی ہے۔ وہ مسلمانوں کا قبلۂ اول اور تاریخ انسانی کے سب سے اہم واقعہ معراج کا پہلا زینہ ہے۔ اسراء کی شب میں یہیں پر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء و رسالتیں کی امامت فرمائی۔ اس مقدس مسجد سے مسلمانوں کی بہت سی دینی اور تاریخی عظمتیں وابستہ ہیں یہی وجہ ہے مسلمانوں کی نگاہ میں اسکی حرمت و تقدیس جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ اسکی اس حرمت کو جب بھی مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مسلمان اس کے خلاف سینہ سپر ہو گئے ہیں۔

بیت المقدس کی حالیہ بے حرمتی اسرائیل کے ان ناپاک عزائم اور منصوبوں کی ایک کڑی ہے۔ جو مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کے تعلق سے وہ اپنے ذہنوں میں چھپائے ہوئے ہیں۔ ان مقدس مقامات سے اسلامی تہذیب و تمدن کے نقوش و آثار کو مٹا کر ان کے کھنڈر پر صیہونی تمدن کی بنیاد استوار کرنا اسکی دیرینہ خواہش ہے۔ اس قسم کی جارحانہ اور سفاکانہ حرکتیں اسی جذبے کی تکمیل کیلئے عمل میں آرہی ہیں۔

اس وحشیانہ کارروائی کے خلاف آج دنیا کے گوشے گوشے سے صدائے احتجاج بلند ہو رہی ہے۔ جلسے ہو رہے ہیں۔ تجاویز اور قراردادیں پاس ہو رہی ہیں۔ اکثر اسلامی ممالک نے بطور احتجاج ایک دن کیلئے ساری دنیا سے اپنا رابطہ بھی منقطع کر رکھا۔ مواصلاتی نظام اور طیاروں کی پروازیں منسوخ رہیں۔ اسکولس، کالجز اور تمام سرکاری و غیر سرکاری ادارے بند رہے۔ اخبارات مسلسل اداریے لکھ رہے ہیں۔ تبصرے اور بیانات شائع کر رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ چیزیں اسرائیل کو اس کی جارحانہ کارروائیوں سے باز رکھنے میں کوئی موثر رول ادا کر سکیں گی؟

۱۹۴۸ء سے مسلسل اسرائیل عربوں اور فلسطینیوں کے حقوق پامال کر رہا ہے اور انہیں اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنائے ہوئے ہے۔ اس ظلم و بربریت کے خلاف نہ جانے کتنی تجاویز اور قراردادیں پاس ہوئیں۔ کتنے احتجاجی جلسے ہوئے۔ اور کتنی بار رائے عامہ اشتعال میں آئی۔ لیکن اس کے ناپاک اور توسیع پسندانہ عزائم میں کوئی بریک نہ لگ سکی۔ عالمی رائے عامہ کو اس نے کبھی کوئی حیثیت ہی نہیں دی۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل جیسے بین الاقوامی ادارے کے فیصلوں اور تجاویز کو انتہائی ڈھٹائی اور بے شرمی کیساتھ مسترد کرتا رہا۔ ان حالات میں احتجاجی جلسوں، بیانات، تجاویز اور قراردادوں سے کوئی نتیجہ خیز توقع رکھنا فضول اور عبث ہے۔

یہ ساری کارروائیاں اسلام اور مسلمانوں کیخلاف ایک منصوبہ بند سازش کے تحت عمل میں آرہی ہیں۔ جس کی پشت پر امریکی قیادت کا زبردست ہاتھ ہے۔

یہ حالات کی ستم ظریفی ہے کہ۔ اسلامی ممالک ٹھوس اور مضبوط اقتصادی پوزیشن رکھنے کے باوجود ان اسلام دشمن سازشوں کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں۔ انکی ساری انرجی اور قوت باہمی جھگڑوں اور آپس میں ایکدوسرے کو زیر کرنے پر صرف ہو رہی ہے۔ ان میں عالمی سطح کی کوئی مضبوط اور متحدہ قیادت نہیں ہے جو بین الاقوامی سیاست پر اثر انداز ہو سکے۔ اور امریکہ اور روس کی جارحانہ پالیسیوں اور سرگرمیوں کو طاقت و قوت کے بل بوتے پر روک سکے۔ ——— آج وقت آگیا ہیکہ اسلامی ممالک کے زعماء و قائدین اور دانشوران سر جوڑ کر بیٹھیں اور ذاتی اور گروہی مفادات سے بلند ہو کر خالص اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور ملت کے وسیع تر مفادات کے پیش نظر باہمی اشتراک و تعاون سے ایک ایسی منظم اور مستحکم اسلامی قیادت کو جنم دیں۔ جو بیک وقت روس اور امریکہ سے پنجہ آزمائی کا حوصلہ رکھ سکے۔ اسکے بغیر مسلمان نہ تو اپنے تہذیبی اور ثقافتی ورثہ کی حفاظت کر سکیں گے۔ اور نہ ہی اپنی انفرادیت اور تشخص کو برقرار رکھ سکیں گے۔

شاہ فیصل مرحوم نے اپنی زندگی میں اسلامی تضامن اور اتحاد کیلئے جن وسیع اقدامات کا آغاز کیا تھا۔ اسکے پیچھے یہی جذبہ کارفرما تھا۔ لیکن قبل اسکے کہ وہ اپنے عزائم اور ارادوں کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ امریکہ نے اپنے لئے خطرے کی گھنٹی محسوس کر لی۔ اور نہایت ہی ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ ان ہی کے خاندان کے ایک فرد کے ہاتھوں انہیں شہید کروا کر راستے کا روڑا صاف کر دیا۔ مسلم حکمرانوں میں شاہ فیصل کی شخصیت سب سے زیادہ قدآور تھی۔ ان میں وہ ساری صلاحیتیں موجود تھیں۔ جو عالمی سطح کے ایک بہادر اور اولوالعزم قائد میں ہونی چاہئے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو آج بین الاقوامی سیاست کا رخ کچھ اور ہوتا۔ آج پوری دنیا کی نگاہیں سعودی سلطنت کے حکمراں اور اسلامی کانفرنس کے چیرمین شاہ خالد پر لگی ہوئی ہیں کہ وہ اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کے وقار کی بحالی اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے کیا اقدامات کر رہے ہیں۔ بیت المقدس امت کے جیالوں کو پکار رہا ہے۔ کیا کسی میں یہ حوصلہ ہے کہ وہ صلاح الدین ایوبی بن کر مسجد اقصیٰ کو اسرائیل کے پنجۂ استبداد سے نکال سکے اور ہمیشہ کیلئے تاریخ کے صفحات میں جلی حرفوں میں اپنا نام ثبت کرالے؟ مورخ کا قلم انتظار میں ہے۔

بقیہ: دعوت القرآن

" آسانی کی راہ ہموار کر دینگے " اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عزیمت و اطمینان کا سامان کیا گیا ہیکہ۔ قرآن کا بوجھ اٹھانا اور لوگوں تک پہنچانا گو دشوار ترین کام ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان تمام دشواریوں کے درمیان تمہارے لئے آسان راہ نکالے گا۔

قرآن کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ امّی تھے۔ لیکن پورے قرآن کو حفظ کرنا آپ کیلئے آسان ہو گیا۔ بلکہ اس کیساتھ اسکو لوگوں تک پہنچانا، اسکا درس دینا، اسکے ذریعہ تذکیر کرنا۔ اسکی تشریح و توضیح کرنا، اسکے نامعلوم نکات اور اس کی پر حکمت باتوں کو بیان کرنا۔ اس سے استنباط کرنا۔ اور اسکے احکام کو نافذ کرنا بھی آسان ہو گیا۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسے ساتھی عطا فرمائے۔ جو قرآن کی آیت کا کام حسن و خوبی انجام دیتے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کیلئے قرآن کی حفاظت کا سامان ہو۔ اسی طرح آپ کو کتنے ہی ایسے ساتھی مل گئے جنھوں نے قرآن کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا۔ یہ حفاظ اور قراء کہلائے۔ اور واضح رہے کہ قرآن کو پھیلانے میں جن ہستیوں یا خدمات انجام دی ہیں

دینِ فطرت !!

حدیث

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی بچہ ایسا نہیں جو فطرت پر پیدا نہ ہوتا ہو۔ پھر اسکے والدین اسے یہودی نصرانی یا مشرک بنا دیتے ہیں۔ (مسلم کتاب القدر)

تشریح: فطرت پر پیدا ہونے سے مراد توحید پر پیدا ہونا ہے۔ ہر انسان کی سرشت میں اسکے رب ہونے کی حیثیت سے ایک خدا کا تصور ہوتا ہے۔ اور دوسرے خداؤں کے تصور سے وہ بالکل ناآشنا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر انسان کی فطرت بنیادی طور پر نیکی اور بھلائی کے کاموں کو پسند کرتی ہے۔ اور برائی اور شر سے نفرت کرتی ہے۔ نیز اسکا ضمیر اور اسکا چھوٹا وجدان۔ اسکو اپنے رب کے حضور جوابدہ ٹھہراتا ہے۔ اسلام اسکے سوا کچھ نہیں کہ وہ فطرت کے ان اشارات کی توضیح اور انکی مکمل تشریح و تفصیل ہے۔ اسلئے اسکو بجا طور پر دین فطرت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ بچہ کو اپنے فطری دین سے پھیر کر کسی اور مذہب سے وابستہ کرنے والی چیز ایک خارجی عامل ہوتا ہے۔ یہ عامل والدین یا ماحول انجام دیتا ہے۔ خواہ وہ یہودیت کی شکل میں ہو یا نصرانیت کی شکل میں ہو۔ بدھ مت کی شکل میں ہو یا ہندو مت کی شکل میں۔ بت پرستی کی شکل میں ہو یا الحاد اور دہریت کی شکل میں۔

ایک آیت : جو مرد یا عورت نیک کام میں پیش قدمی کرتے ہیں۔ اور ان کے اندر ایمان موجود ہے۔ تو ہم انھیں اچھی زندگی عطا کریں گے۔

تحریر
فضیلۃ الشیخ
عبدالقادر بن محمد عماری
قاضی محکمۃ شرعیہ
قطر

مسلمانوں سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنے مخالفین کے لئے
فقہی رائے میں تنگی پیدا نہ کرے

ترجمہ
ضیاء الحسن سلفی
الدار السلفیۃ
بمبئی ۸

قسط ۲ آخری

دین کے اندر تعصب اور اپنے مسلمان بھائیوں کو کتاب و سنت کی ہدایت کا خواہشمند مسلمانوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ فقہی رائے میں اپنے مخالف کے لئے ذرہ برابر بھی تنگی پیدا نہ کرے۔ اور جو شخص اس کے مذہب کے مخالف کسی دوسرے مذہب کی بعض فقہی مسائل میں اتباع کرتا ہے اس کو اپنا دشمن شمار نہ کرے۔ اگرچہ اسکا مذہب دلیل کے اعتبار سے قوی ترین ہو۔ کیونکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان بعض فقہی مسائل میں اختلاف پیدا ہوا تھا۔ مگر یہ چیز ان کی باہمی محبت و اخوت اور مودت پر اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔ اور نہ وہ کسی رائے کی وجہ سے متفرق ہوتے تھے۔ اور کسی مسلک کے اختیار کرنے پر وہ ایک دوسرے سے تعصب کرتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ رائے میں اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔

جیسے یہاں بعض مسائل میں مسلکی دلائل موجود ہیں۔ اور آپ دیکھتے ہیں کہ آپ ہی حق پر ہیں۔ اور دلیل آپ کے مسلک کے عین مطابق ہے تو آپ کی رائے کے مخالف حضرات کے ساتھ بہتر طریقہ سے باہمی تفاہم میں کون سی چیز مانع ہے۔ اور اپنے مسائل کو ان صلح کرنے والی کمیٹیوں میں پیش کر کے حل کریں۔ جو ابھی بغض و حسد اور جنگ و جدال سے باز رکھنے والی ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۔ یعنی اہل کتاب سے عمدہ طریقے سے مباحثہ کرو۔ تو تمہارا اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہے۔ کیا یہ مسلمان اہل کتاب سے زیادہ حقدار نہیں ہیں کہ ان سے باہمی مفاہمت اہل کتاب سے عمدہ طریقہ سے کی جائے۔

ہم پر اس بات کا سمجھ لینا ضروری ہے کہ فطرت انسانی میں یہ چیز داخل ہے کہ وہ ان چیزوں کو آسانی سے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتی ہے جس کو وہ اپنے آباء و اجداد اور اسلاف سے حاصل کرتی ہے۔ اسی لئے قرآن مجید مشرکین کے متعلق فرماتا ہے۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ (بقرہ ۔ ۱۷۰) یعنی ان سے کہا جاتا ہے کہ ان چیزوں کی اتباع کرو جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ کہتے ہیں بلکہ ہم اس چیز کی اتباع کریں گے۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا وہ لوگ کچھ سمجھتے نہیں تھے۔ اور ہدایت یافتہ نہیں تھے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ (مائدہ ۔ ۱۰۴) یعنی جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف آؤ جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ اور اس کے رسول کی طرف آؤ۔ تو کہتے ہیں کہ جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا۔ وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ کیا ان کے باپ دادا کچھ جانتے نہیں تھے۔ اور ہدایت یافتہ نہیں تھے۔

غور فرمائیے اللہ کے اس قول میں کہ وہ اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے جواب میں اس آیت کریمہ کو پیش کرے۔ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ (زخرف ۔ ۲۴) یعنی پیغمبر نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس ایسا دین لاؤں کہ جس راستے پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ وہ اس سے کہیں زیادہ سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔

ان کے آباء و اجداد بالکل ہدایت پر نہ تھے۔ اور نہ شرک کرنے میں ہدایت کا کوئی عنصر موجود تھا۔ مگر اللہ نے یہاں اسم تفضیل کا صیغہ اہدیٰ کا استعمال دعوت کے اندر نرمی پیدا کرنے اور اسکی دلیل کو بغور سننے کی ترغیب دینے کے لئے کیا۔ اسی طرح قرآن مجید ہمیں دعوت و تبلیغ کے اندر نرمی پیدا کرنے کا ادب سکھاتا ہے۔

ہم پر ضروری ہے کہ ہم اصول و فروع، قطعی اور ظنی نصوص، اجماع سے ثابت شدہ اور تواتر سے ثابت شدہ احادیث، مجتہد اور مشتبہ معاملے کے درمیان تفریق و تمیز کریں۔

چنانچہ سلف صالحین اہم سے قبل اہم کا اعتبار کرتے اور یہ لوگ صغائر پر نکیر کرنے اور کبائر سے چشم پوشی کرنے کو نادانی سمجھتے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ محمد بن عجلان لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے۔ اور برائی سے روکتے تھے۔ چنانچہ ایک روز مدینہ کے گورنر نے خطبہ دیا۔ اور طویل خطبہ دیا۔ جب وہ منبر سے اترے اور نماز سے فارغ ہوئے۔ تو ابن عجلان نے باآواز بلند فرمایا کہ اے فلاں شخص اللہ سے ڈر۔ تو اپنا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس منبر پر زیادہ وقت تک جاری رکھتا ہے۔ اسکی پاداش میں گورنر کے حکم سے انکو مقید کر دیا گیا۔ ابن ابی ذئب کو جب اس کی اطلاع ملی۔ تو وہ گورنر کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ آپ نے ابن عجلان کو مقید کر دیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اس کو یہ کافی نہیں تھا کہ وہ ہم کو ہمارے باہمی معاملات میں جو حکم دیتا تھا۔ اس پر ہم عمل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان آواز بلند مجھے حکم دینے لگا کہ جس سے مجھے بڑی خفت ہوئی۔ ابن ابی ذئب نے کہا کہ ابن عجلان بیوقوف ہے۔ وہ آپ کو حرام کھاتے ہوئے اور حرام لباس پہنتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس پر نکیر نہیں کرتا۔ اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر طویل بیان و گفتگو نہ کرو۔ چنانچہ گورنر نے ابن عجلان کی رہائی کا حکم دیا۔ اور کہا کہ اس کے سوا کوئی سبیل نہیں ہے۔

اہل عراق کی ایک جماعت نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ حالت حج میں مچھر مارنے پر کیا فدیہ دیا جائے گا۔ انھوں نے جواب دیا کہ تم لوگ مجھ سے مچھر کے خون کے متعلق سوال کرتے ہو لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے بارے میں سوال نہیں کرتے۔

متعصبین میں دینی جذبہ جنون کی حد تک ہوتا ہے۔ وہ اپنے مخالفین سے جنگ و جدال پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس کے ذریعے کار خیر انجام دیتے ہیں۔ اور گمان کرتے ہیں کہ اپنے قدیم جمود و تعصب کے ذریعے دین اور اس کے احکام کی حفاظت کرتے ہیں۔

ان کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ وہ اس کے ذریعے اپنے دین و عمل کو لغو اور باطل کر رہے ہیں۔ اور وہ حیات سے دور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ دشمنان اسلام کو سنہری موقع ملتا ہے کہ وہ نوجوان مسلمانوں کی عقلوں کو پرکھیں۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ دینی تعصب و جہالت کا مترادف ہے۔ کہنے والے نے کیا خوب بات کہی ہے

شَكَا دِينُ الْهُدَىٰ مِمَّا دَهَاهُ
بِأَيْدِي الْمُلْحِدِينَ وَجَاهِلِيهِ

دین ہدایت کو اس بات کی شکایت ہے کہ اس کو ملحدوں اور متعصبین کے ہاتھوں نے داغدار بنا دیا

(۲) فَشَابٌ يَحْسَبُونَ الدِّينَ جَهْلًا
وَشَيْبٌ يَحْسَبُونَ الْجَهْلَ دِينًا

دین کا نوجوان طبقہ دین کو جہالت سمجھتا ہے۔ اور بوڑھے لوگ جہالت کو دین سمجھتے ہیں۔

اے اللہ! متعصبین و ملحدین کے اعمال و افعال کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ اور ہمارے لئے اس دین کی اصلاح فرما۔ جو ہمارے معاملے کی عصمت ہے۔ اور ہماری اس دنیا کو ہمارے لئے درست رکھ۔ جس میں ہماری معاش ہے۔ اور ہماری آخرت کو درست فرما۔ جو ہمارا ٹھکانہ ہے۔ ہماری زندگی کو ہمارے لئے ہر طرح کی نیکی کا سامان بنا اور موت کو ہر شر سے راحت کا ذریعہ بنا۔

تَقَبَّلْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

* پرنٹر و پبلشر
عبدالعزیز انصاری
* پروپرائٹر
جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں
* طباعت
عوامی پریس ۔ بھوجا پور چوک مالیگاؤں
* کتابت
اقبال لطیف ۔ گلشن نگر مالیگاؤں
* زر سالانہ
ہندوستان و بنگلہ دیش سے ۔ ۱۲/۰۰ روپئے
غیر ممالک سے ۔ ۱۰/- ڈالر
* فی پرچہ
۵۰ نئے پیسے
* خط و کتابت کا پتہ
مدیر صوت الحق منصورہ
مالیگاؤں ۔ ناسک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علوم قرآن ایک جائزہ

رفیق احمد سلفی

قسط ۳

چوتھی صدی کے علماء میں حافظ احمد بن جعفر المعروف با بن المنادی (۳۳۶ھ) کا نام بھی خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ نے مختلف قرآنی علوم پر کم و بیش چار سو کتابیں لکھی ہیں۔ جو بہت ہی مفید اور نادر معلومات پر مشتمل ہیں۔

علامہ ابن الجوزی "المنتظم فی تاریخ الامم" میں لکھتے ہیں۔

لقد ت من خط ابی یوسف القزوینی قال ابو الحسین بن المنادی من القراء المجودین واصحاب الحدیث الکبار له فی علوم القرآن اربعمائة کتاب و نیف واربعون۔

جس میں نے ابو یوسف قزوینی کے نوشتہ سے نقل کیا ہے۔ فلاں یہ ہے کہ ابو الحسین بن المنادی جو نہایت ہی جید قاری اور بلند محدث ہیں۔ انہوں نے علوم قرآن پر چار سو سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔

ابو یوسف قزوینی کے بیان کے مطابق کم و بیش اکیس کتابیں انکی نظر سے گذری تھیں۔ اور باقی کے بارے میں انہوں نے سنا تھا۔ منادی کی تصنیفات کے کچھ اجزاء جو خود انہیں کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔ ابن الجوزی کی نظر سے بھی گذر چکے تھے۔ اور یہ اجزاء ایسے فوائد پر مشتمل تھے جو دوسری کتابوں میں نہیں پائے جا سکتے تھے۔

پانچویں صدی کے علماء میں سب سے اہم نام علی بن ابراہیم بن سعید الحوفی (۴۳۰ھ) کا ہے۔ آپ نے قرآنی علوم پر مشتمل ۳۰ جلدوں کی ایک ضخیم کتاب "البرهان فی علوم القرآن" لکھی ہے۔ اس کتاب کا ۱۵ جلدوں پر مشتمل ایک غیر مرتب مخطوطہ دار الکتب المصریہ میں رقم ۵۹ تفسیر کے تحت موجود ہے۔ بعض علماء نے اس فن کی اساس اور بنیاد اسی کتاب کو قرار دیا ہے۔ لیکن جدید تحقیقات کی روشنی میں ابن المرزبان ہی کو اس فن کا موسس اول کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ سطروں میں تفصیل کے ساتھ ہم اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔ حوفی کے معاصرین میں اس صدی کے مشہور عالم ابو المظفر محمد بن علی المروزی (۴۸۴ھ) نے بھی قرآنی علوم سے متعلق دو کتابیں تصنیف کی ہیں۔ پہلی کا نام "التذکرة والتبصرة" اور دوسری کا نام "المعتاد" ہے۔ حافظ عبد الکریم سمعانی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ دونوں کتابیں علوم القرآن کے موضوع سے متعلق ہیں۔ لیکن چونکہ نایاب ہیں۔ اسلئے نہیں کہا جا سکتا کہ۔ ان میں کن کن موضوعات سے بحث کی گئی تھی۔

اسی صدی کے آخر میں امام راغب اصفہانی نے اپنی تفسیر کا ایک مقدمہ بھی لکھا۔ یہ مقدمہ اگرچہ بہت مختصر ہے۔ مگر بہت سے اہم قرآنی مباحث پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے تنزیہ القرآن عن المطاعن کے نام سے قاہرہ سے شائع ہوا تھا۔ اسکے بعد مفردات القرآن طبع لغت کے ساتھ کراچی سے شائع ہوا۔

چوتھی اور پانچویں صدی میں یہ فن چونکہ اپنے ابتدائی مراحل سے گذر رہا تھا۔ قرآنی علوم کے بہت سے گوشے ابھی لوگوں کی نظر سے مخفی تھے۔ اسلئے اس دور کی تصنیفات میں وہ جامعیت اور حسن ترتیب تام نہیں پیدا ہو سکی تھی۔ جو بعد کے ادوار کی تصنیفات میں ہمیں نظر آتی ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ عہد اس فن کا عہد طفولیت تھا تو مبالغہ نہ ہوگا۔

چھٹی اور ساتویں صدی ہجری اس فن کی تربیت اور نشو و نما کا عہد ہے۔ اس عہد میں علامہ ابن الجوزی (۵۹۷ھ) علامہ سخاوی (۶۴۱ھ) اور علامہ شہاب الدین ابو شامہ مقدسی (۶۶۵ھ) نے اس فن کو زبردست تقویت بخشی۔ علامہ ابن الجوزی نے یوں تو قرآنی علوم کے متعلقات میں "تذکرة الاریب فی تفسیر الغریب" "نزهة النواظر فی الوجوه والنظائر" "الاشارة الی القراءة المختارة" "تذکرة المنتبه فی عیون المشتبه" "ورد الاعصان فی فنون الافنان" "زاد المسیر فی علم التفسیر" "عمدة الراسخ فی معرفة المنسوخ والناسخ" وغیرہ متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن ان میں کی اکثریت کسی ایک خاص موضوع سے متعلق ہے۔ صرف دو کتابیں ایسی ہیں۔ جو اصطلاحی مفہوم کے لحاظ سے علوم قرآن کے ضمن میں آتی ہیں۔ پہلی کا نام "فنون الافنان فی عجائب علوم القرآن" اور دوسری کا نام "المجتبیٰ فی علوم تتعلق بالقرآن" ہے۔ دونوں کے مخطوطے دار الکتب المصریہ میں موجود ہیں۔ فنون الافنان کا ایک ناقص مخطوطہ مکتبہ تیموریہ میں بھی رقم "۲۲۲" تفسیر کے تحت موجود ہے۔ اس کتاب میں اگرچہ اختصار و ایجاز کا خصوصی لحاظ کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی بہت سے اہم اور قیمتی مباحث زیر بحث آ گئے ہیں۔

سخاوی کی تصنیف کا نام "جمال القراء و کمال الاقراء" ہے۔ حاجی خلیفہ کے بیان کے مطابق یہ کتاب قراءت، تجوید، وقف، ابتداء ناسخ و منسوخ وغیرہ مباحث پر مشتمل ہے۔

علامہ مقدسی کی کتاب کا نام "المرشد الوجیز فیما یتعلق بالقرآن العزیز" ہے۔ مکتبہ البلدیہ (بیت المقدس) اور مکتب اسوصیا میں اس کتاب کے مخطوطے موجود ہیں۔

آٹھویں صدی میں علامہ بدر الدین زرکشی (۷۹۴ھ) نے "البرهان فی علوم القرآن" لکھی۔ جو اس موضوع پر ما قبل تصنیفات میں سب سے زیادہ کامیاب تصنیف کہی جا سکتی ہے۔ یہ کتاب گوشہ گمنامی میں پڑی ہوئی تھی۔ علامہ جلال الدین سیوطی پہلے بزرگ ہیں۔ جنہوں نے الاتقان کے مقدمہ کے ذریعہ سب سے پہلے اس کتاب سے علمی دنیا کو روشناس کرایا۔ یہ کتاب استاذ محمد ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق کے ساتھ چار جلدوں میں دار احیاء الکتب العربیہ مصر سے ۱۹۵۷ء میں شائع ہو چکی ہے۔

اس کے بعد نویں اور دسویں صدی کا زمانہ آتا ہے۔ یہ عہد قرآنی علوم کے شباب کا عہد ہے۔ اس عہد میں اس فن کو حیرت انگیز ترقی حاصل ہوئی۔ اور جس جامعیت اور کمال تحقیق کے ساتھ اس فن کے مختلف گوشوں پر بحث کی گئی اور نئی نئی انواع کا استخراج کیا گیا۔ وہ کسی عہد میں بھی نہیں ہو سکا۔

نویں صدی کی سب سے پہلی تصنیف علامہ جلال الدین بلقینی (۸۲۴ھ) کی "مواقع العلوم من مواقع النجوم" ہے۔ اس کتاب کی تعریف جلال الدین سیوطی نے ان الفاظ میں کی ہے۔

لا کیئبه تالیفاً لطیفاً فی ترتیب و تقریر و تنویع و تحبیر۔

اسکو میں نے دیکھا ہے۔ یہ کتاب اصل موضوع پر اسلوب بیان، تقسیم ابواب اور ترتیب مضامین ہر لحاظ سے قابل قدر اور عمدہ تالیف ہے۔

یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ اور ہر باب کے مختلف فصول ہیں۔ پہلے باب میں مواطن النزول سے بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں قرآن سے بحث ہے۔ تیسرا باب طرق ادا پر مشتمل ہے۔ اور چوتھے باب میں الفاظ اور پانچویں اور چھٹے باب میں معانی سے بحث ہے۔

انہیں ایام میں محمد بن سلیمان الکافیجی نے بھی ایک کتاب لکھی جسکا نام "التیسیر فی علم التفسیر" رکھا۔ یہ مختصر رسالہ ہے۔ جو دو ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں تفسیر، تاویل اور آیات و سور کے احکام پر گفتگو ہے۔ اور دوسرے میں قول بالرائے کے شروط سے بحث ہے۔ اور خاتمہ میں عالم و متعلم کے آداب مذکور ہیں۔

بقول سیوطی کافیجی کو اپنی اس کتاب کے متعلق دعویٰ تھا کہ۔ انه ابتدع هذا العلم ولم یسبق الیه۔

یعنی یہ کتاب اپنے فن میں بے مثل اور لاجواب ہے۔ اس کی کوئی نظیر نہیں۔

ممکن ہے زرکشی کی "البرهان" اور بلقینی کی "مواقع" شیخ کی نظر سے نہ گذری ہو۔ ورنہ وہ اس قسم کا دعویٰ ہرگز نہ کرتے۔ ان دونوں کتابوں کے سامنے کافیجی کے رسالہ کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔

اسی صدی کے وسط میں علامہ جلال الدین سیوطی پیدا ہوئے۔ قدرت نے آپ کو تصنیف و تالیف کا فطری ذوق عطا کیا تھا۔ خاص طور سے قرآنی علوم سے آپکی طبیعت کو گہری مناسبت تھی۔ تفسیر اور متعلقات قرآن کے موضوع پر ۳۰ سے بھی زائد ضخیم کتابیں آپ کی ہیں جن میں سے ہم یہاں صرف دو کتابوں کا ذکر کریں گے۔ جو ہمارے موضوع سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔

[illegible]

یادِ رفتگاں

دو محسنوں کی وفات

۱۱ اپریل کو کویت اور بمبئی کی مشہور جانی پہچانی شخصیت، جمعیت جامعہ محمدیہ اور دوسرے دینی اداروں کے محسن امیر شفیق و مخلص کرم فرما فضیلۃ الشیخ عیسیٰ یوسف القناعی مختصر سی علالت کے بعد وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کا خاندان کویت کا ایک علمی اور دیندار قبیلہ آل قناعی کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ جو کویت کے موجودہ بڑے خاندانوں پر مشتمل ہے۔ شیخ مرحوم کے والد شیخ یوسف القناعی مشہور عالم مصنف اور قاضی تھے۔ ان کی مشہور کتاب الملتقطات، علمی دنیا میں قدر و منزلت کی حامل ہے۔ شیخ عیسیٰ مرحوم کویت میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائے عمر ہی سے بمبئی منتقل ہو گئے تھے۔ اور یہیں کے باشندے ہو گئے تھے۔ ان کے اندر بہت سی ہندوستانی روایات اور ہندوستانی مسلمانوں کی دینی سرگرمیوں سے دلچسپی پائی جاتی تھی۔

وہ بڑے دیندار، فیاض اور علم پرور بزرگ تھے۔ ہندوستان کے سیکڑوں اداروں کی نہایت خوشی کے ساتھ سرپرستی فرماتے تھے۔ راقم الحروف سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ اور آخیر عمر تک یکساں سلوک و محبت کا برتاؤ قائم رکھا۔ جامعہ محمدیہ، مدرسہ ضیاء العلوم مومن پورہ، مسجد اہل حدیث اور دوسرے دینی اداروں کی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر مدد کیا کرتے تھے۔ بمبئی میں جب بھی کوئی علمی شخصیت آتی تو مرحوم اپنی ضیافت سے ضرور نوازتے۔ معمول تھا کہ بعد عصر بیٹھے ایک گھنٹہ تک مدرسہ الکویت میں لوگوں سے ملاقات کرتے۔ اور مغرب کے بعد سے عشاء تک انکی علمی مجلس منعقد ہوا کرتی۔ افسوس انکے اٹھ جانے سے مدرسہ الکویت کی وہ کرسی خالی ہو گئی۔ جس پر مرحوم نصف صدی تک قدیم اسلامی تہذیب و ثقافت اور عربوں کی اعلیٰ و بہتر خصوصیات میں نمایاں لگی تھی۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔

مرحوم کے بعد انکے لائق فرزند عالیجناب فیصل عیسیٰ القناعی کونسل جنرل حکومت قطر۔ اور ان کے داماد عالیجناب سید سلیمان العبدانی کونسلر حکومت کویت کے انشاء اللہ مرحوم کے اعلیٰ روایات کو زندہ اور باقی رکھیں گے۔

۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ کی شب میں خلیج عربی کی مشہور ریاست شارجہ میں عالم اسلام کے مشہور سلفی عالم شیخ عبداللہ بن علی المحمود ۷۰ سال کی عمر میں اچانک انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علامہ مرحوم پوری اسلامی دنیا میں معروف و مشہور تھے۔ انکی مقبولیت و محبوبیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ وہ دنیا کے مشہور علمی و سیاسی اداروں کے ممبر تھے۔ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ، المجلس الاعلیٰ العالمی للمساجد مکہ مکرمہ، اور اسلامی وزارۃ خارجیہ کے ممبر تھے۔ ساتھ ہی پوری اسلامی اور عالمی دنیا میں پھیلے ہوئے نہ جانے کتنے دینی اداروں کے سرپرست اور معاون و مددگار تھے۔ شیخ مرحوم کی سیاسی مؤقف کے متعدد کرنے میں موصوف کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ شیخ مرحوم کٹر سلفی العقیدہ عالم تھے۔ اور دنیا بھر کے سلفیوں سے قلبی لگاؤ تھا۔ راقم الحروف سے نہایت قدیم اور مخلصانہ تعلق قائم تھا۔ اور انکی وفات سے چند روز قبل ہی انکی دعوت پر [illegible] شارجہ پہنچ گیا تھا۔ مگر افسوس کہ میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔

شیخ مرحوم نے جامعہ سلفیہ بنارس اور جامعہ محمدیہ منصورہ کی تعمیر و ترقی میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ شیخ مرحوم نے براہ راست شیخ عبدالکریم کرکی سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ کی کتابیں پڑھیں۔ اور سید رشید رضا مصری، شیخ محمد عبدہ، محمد بہجۃ البیطار، شیخ عزالدین القسام، شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ، شیخ محمد نصیف اور شیخ ابن الزبیر ان سے بھی علمی روابط اور تعلقات کا سلسلہ انکی حیات تک قائم رکھا تھا۔ شیخ عبداللہ المحمود کا مکان شارجہ میں علما اور طلبا کا مرکز تھا۔ اور انکا گھر و دروازہ ہمیشہ اہل علم [illegible] کیلئے کھلا رہتا تھا۔ وہ سرمایہ دار ہونے کے باوجود بڑے فیاض اور [illegible] تھے۔ ساتھ ہی بہت بڑی خودداری اور قناعت پسند تھے۔ حکام اور عوام کے درمیان وہ [illegible] اعتماد [illegible] تھے۔ عرب شیوخ کو نصیحت اور کلمۂ حق کہنے میں کبھی نہ چوکتے تھے۔ پوری زندگی حق کی تبلیغ اور اسلام کی سربلندی پر گذار دی۔ اللہ تعالیٰ انکی نیکیاں قبول فرمائے۔ اور جنت الفردوس عطا فرمائے۔

مختار احمد ندوی

ایک نوعمر صحابی

[illegible]

ترجمہ: عبدالرحمٰن زاہدی، متعلم جامعہ محمدیہ

مدینہ سے تقریباً ۵ میل کی دوری پر واقع ایک مقام "غابہ" میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اونٹ چرنے کیلئے گئے تھے۔ وہیں اچانک اونٹ چر رہے تھے۔ ایک ڈاکو عبدالرحمٰن فزاری چند لٹیروں کی معیت میں اونٹوں کے چرواہوں کا کام تمام کرکے اونٹوں کو لے بھاگا۔

ایک کمسن بچہ سلمہ بن اکوع (جنکی عمر [illegible]) قریب ہی بیٹھے تھے انہوں نے ڈاکوؤں کے اس منظر کو دیکھ کر علی الفور ایک پہاڑی پر چڑھ کر اہل مدینہ کو مطلع کرنے کی خاطر ایک چیخ لگائی۔ چونکہ آپ پیدل بلا کے تیز رو اور تیر اندازی میں مشہور تھے۔ [illegible] ڈاکوؤں کا تعاقب کیا۔ اور بار بار ان پر تیر سے وار کیا۔ کہ ڈاکوؤں نے یہ تصور کیا کہ انسانوں کی ایک بڑی تعداد ان کا تعاقب کر رہی ہے۔ اگر کوئی بھی ڈاکو اپنے گھوڑے کو ان پر حملہ کیلئے موڑتا۔ سلمہ کسی درخت کی آڑ میں چھپ جاتے۔ اور ڈاکوؤں کے گھوڑوں پر حملہ کرتے۔ بالآخر ڈاکو مکمل تیز رفتاری کے ساتھ وہاں سے فرار ہو گئے۔

انکا یہ تعاقب اس وقت تک برقرار رہا۔ جب تک کہ آپ نے مقبوضہ اونٹوں کو واپس نہ لے لیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ صرف ڈاکو ہی ڈاکو آپ کے سامنے رہ گئے۔ اسی دوران ایک دوسرا ڈاکو عیینہ بن حصن اور اس کا گروہ بھی آ پہنچا۔ اس وقت ڈاکوؤں پر یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ حضرت سلمہؓ تنہا ہیں۔ چنانچہ آپ کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ جس کی بنا پر آپ کو ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھنے کیلئے مجبور ہونا پڑا۔

جب ڈاکو کچھ قریب آئے تو آپ نے چلا کر کہا۔ "رک جاؤ۔ میری بات کو سنو، کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کون ہوں؟ میں ابن اکوع ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی۔ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت و بزرگی عطا کی ہے۔ اگر تم میں سے کوئی بھی میرا تعاقب کرے تو وہ مجھ کو پا نہیں سکتا۔ اسکے برعکس اگر میں کسی کا پیچھا کروں۔ تو وہ مجھ سے بچ نہیں سکتا۔"

اسی طرح ڈاکوؤں کے ساتھ آپ کا سلسلہ کلام کافی دیر تک جاری رہا۔ تاکہ آپ کے پاس مدینے سے کوئی امدادی دستہ آ پہنچے۔

آخرکار آپ نے دیکھا کہ مدینے سے سواروں کا ایک گروہ اخرم اسدیؓ کی قیادت میں قریب آ رہا ہے۔ اخرمؓ ڈاکوؤں کی جانب بڑھے۔ اور عبدالرحمٰن پر حملہ کیا۔ اس جنگ میں عبدالرحمٰن کے گھوڑے کی ایک ٹانگ کٹ گئی۔ اور بذات خود عبدالرحمٰن زمین پر گر پڑا۔ عبدالرحمٰن نے گرتے ہی اخرمؓ پر حملہ کیا۔ اور انہیں ملک عدم کا راہی بنا دیا۔ لیکن اسی وقت ابو قتادہؓ آ پہنچے اور دوسرے وار میں ڈاکوؤں کے سرغنہ عبدالرحمٰن فزاری کو قتل کر دیا۔

یہ بات ضبط تحریر میں لانے کے قابل ہے۔ جب اخرمؓ عبدالرحمٰن پر حملہ کرنے جا رہے تھے تو حضرت سلمہؓ نے انہیں روکا تاکہ انکے دوسرے ساتھی ان سے مل جائیں۔ انتظار کا مشورہ دیا۔ لیکن انہوں نے یہ کہتے ہوئے انتظار کے اس مشورہ کو مسترد کر دیا کہ وہ ایک شہید کی حیثیت سے اس داستان سے کوچ کرنے کے خواہاں ہیں۔ [illegible] میں صرف وہی ایک مسلمان تھے۔ [illegible] جبکہ ڈاکوؤں کی [illegible] ضائع ہو گئیں۔ اور جب کچھ اور مسلم امدادی فوج باقیماندہ ڈاکوؤں کے مقابلہ میں آ پہنچی۔ تو وہ وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔ جب حضرت سلمہؓ نے آنحضور ﷺ سے اس بات کی اجازت چاہی کہ وہ سو آدمیوں کے ساتھ ان ڈاکوؤں کا تعاقب کریں اور انہیں ایک سبق سکھائیں۔ تو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر انکی اجازت طلبی کو رد کر دیا کہ ڈاکو اس وقت اپنی پناہ گاہ پر پہنچ چکے ہیں۔

بے شمار تاریخ دانوں کی تحریر کے مطابق حضرت سلمہؓ کی عمر اس وقت ۱۲ یا ۱۳ برس تھی۔ لیکن احساس ذمہ داری کے اندر اللہ پر یقین اور ایمان ہی نے آپ کو اس قابل بنا دیا کہ آپ تنہا ڈاکوؤں کا تعاقب کر سکیں۔ غارت گری کے مال کو واپس لے سکیں۔ مزید برآں مال غنیمت کی ایک کثیر تعداد کو ہاتھ لگا سکیں۔

حاجیوں کی تعداد محدود نہیں کی جائیگی!

[illegible]

قاتل یا مسیحا

ویمل سبرامنیم

محمد یوسف انصاری
لیکچرار محمدیہ طبیہ کالج

قسط ۵ — آخری قسط

War on wants کا مصنف لکھتا ہے کہ جس وقت برطانیہ امریکہ کو ایک کلوروتھامن کی (C) کیلئے 40 - 2 ڈالر ادا کرتا تھا۔ انڈیا کو ایک کلو ٹامن ہی کیلئے دس ڈالر ادا کرنا پڑتا تھا۔ اسی طرح ایک امریکی ہفت روزہ رسالے "The Nation" کی حالیہ اشاعت میں ہندوستان، جرمنی، کولمبیا اور دوسرے ممالک کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جہاں فرنچ چارلس امریکن سیانامڈ، برسٹل اور اسکویب نے اپنے جال پھیلائے ہوئے ہیں۔ یہ پانچ یورپی فرموں نے فرنچ چاہئے پر غیر قانونی طریقے سے ... کیلئے مارکیٹ سے منہ مانگی قیمتیں حاصل کرتے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیے کہ بہرحال دنیا کو 200 ملین ڈالر سالانہ، ڈاکٹر کی تجویز کردہ رقم کے ساتھ انسانی بافتوں کی خریداریاں دینی پڑتی ہیں۔ (IMA) Indian medical Association کے ایک سابق صدر کا کہنا تھا کہ ہندوستان کو بعض قیمتی دواؤں کی درآمدات پر غیر ضروری اور بے انتہا قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً doxy cycline ہندوستان کو انگلینڈ اور اٹلی سے 250 روپے فی کلو کی جگہ 350-3 روپے فی کلو درآمد کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح منہ مانگی قیمتوں پر بے شمار دوائیاں ہندوستان درآمد کرنے پر مجبور ہے۔

منافع کمانے کا دوسرا طریقہ ان فرموں نے یہ ایجاد کیا کہ انہوں نے طب کے پیشہ وروں کو اپنے سے قریب کر لیا ہے۔ کیفاور کمیٹی نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ سائنٹفک رسالے جن سے طبی رسالے قائم اور شائع ہیں ان کے پیچھے بھی دواساز فرموں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ تاکہ وہ اپنی مصنوعات کیلئے راستہ ہموار کر سکیں۔ ایسے رسالوں کے مضامین جو معتوں میں کمپنی کے ارکان ہی لکھتے ہیں اور وہ تمام ڈاکٹر صاحبان کے ناموں کے ساتھ ایسے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ وہ معلومات حاصل کرنے کیلئے یا اپنے نام کیلئے رضامند ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بعض زندگی میں ان کے حاصل کرنے میں یہ معاون ثابت ہوتے ہیں۔

دوسری صورت میں کمپنی کی جانب سے انہیں پریکٹس کے استعمال کا بھاری معاوضہ ملتا ہے۔

بوسٹن میڈیکل جنرل میں چھپنے والے ایک مضمون میں مصنف نے ایسے ہی ایک خود ساختہ مضمون کا تجزیہ پیش کیا تھا۔ اس مضمون میں مصنف نے ۴۳ غلطیاں نکالیں۔ جن میں ۱۸ غلطیاں انتہائی خطرناک تھیں۔

The Nation کی ایک حالیہ اشاعت میں مصنف نے یہ بتایا ہے کہ Walnut Creek مانع حمل گولیوں سے متعلق چھپے گئے ایک تحقیقی پمفلٹ جس کی بنیاد P.R اسی تحقیق معاہدہ کے مطابق یہ تھا کہ برتھ کنٹرول گولیاں بالکل محفوظ ہوتی ہیں۔ جبکہ یہ محض کسی تحقیق کی محنت کا ثمرہ نہیں تھا۔ بلکہ G.D. Searle کمپنی کی P.R فرم کا ایک دھوکہ تھا۔ جو یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ مذکورہ بالا پمفلٹ دراصل کسی سیمینار میں محققین کی رپورٹ کا خلاصہ ہے۔ تاہم تجربات سامنے آئے کہ مذکورہ بالا رسالے Walnut Creek کے پیچھے Searle کے علاوہ دیگر چار بڑے دواساز فرموں کا سرمایہ کام کر رہا ہے۔ ان فرموں نے ان خود ساختہ مضمونوں کا سفر خرچ برداشت کیا۔ اس سے پہلے بھی اس ناز کشترکو (Wyeth Talor national) کی ایک فرم ہے۔ ایک طرف سے ایک بھاری معاوضہ دیا جاتا تھا۔ یہ نومبر میں منعقدہ ایک پریس کانفرنس میں فرم کی فلاں دوا کی تحقیقات سے متعلق ایک من گھڑت کہانی سنائی۔ اس وقت Walnut Creek پمفلٹ کا عنوان تھا۔ گولیوں کا استعمال کرنے والے، بہ نسبت استعمال نہ کرنے والوں سے زیادہ صحت مند ہوتے ہیں۔ ایسے ایک ماہر پیشہ ور کا کہنا ہے کہ یہ سگار کا ساید تیار کرنے والی ایک ایسی فرم کا ہے۔ جو کسی ماہر سرجن کا قول پیش کرتی ہیں کہ سگریٹ پینے والے زیادہ صحت مند ہوتے ہیں۔ ان لوگوں سے جو سگریٹ نہیں پیتے۔

عالمی صحتی تنظیم W.H.O کی ایک حالیہ رپورٹ کی رو سے نسل انسانی کے عام نوعیت کے امراض کے علاج کیلئے صرف ۲۰۲ دوائیں کافی ہیں۔ لیکن بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی دواساز کمپنیوں نے ہزاروں دوائیں بازار میں لا ڈالی ہیں۔ جن میں سے اکثر بے کار ہیں۔ جبکہ بہت سی سخت مضر ہیں۔ یہ نتیجہ حکومت کی مقرر کردہ ڈاکس انسٹیٹیوٹ کمیٹی کی پیش کردہ رپورٹ سے اخذ کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جن ۲۳۰ مختلف فارمولوں کا جائزہ لیا گیا۔ ان میں ۲۸ فارمولے ایسے مرکبات کے تھے۔ جو بالکل غیر موثر ہیں جبکہ ۱۸ مضر صحت پائے گئے۔ ان میں سے ۳۴ مرکبات پر فوری پابندی عائد کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ سخت مضر ہیں۔ اور پبلک مفاد کے قطعاً خلاف ہیں۔ لیکن یہ دواساز فرمیں اپنی دواؤں کو پروپیگنڈہ نام نہاد ڈاکٹروں کے زیر سایہ اس طرح کرتی ہیں کہ بھولے ڈاکٹرس اور عوام ان کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں۔ مزید منافع اور دلکش و خوبصورت اشتہارات کے بل بوتے پر دواساز فرمیں اپنی تجارت کو پھیلا رہی ہیں۔ آج دواؤں کی قیمت، ان کی کوالٹی، ان کے برانڈ پر بحث و مباحثہ ایک عام چیز بن گئی ہے۔ پچھلے سال OPPI (آرگنائزیشن آف فارماسیوٹیکل پروڈیوسرز آف انڈیا) جس کے پس پردہ بیشتر بڑی ہندوستانی اور بین الاقوامی فرموں کا سرمایہ کام کر رہا ہے نے پانچ اشتہارات کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ جس کا خاص مقصد یہ بتانا تھا کہ انسانوں کی خدمت کرنے والی یہ صنعتیں حکومت کی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے دم گھٹ کر مر رہی ہیں۔ اس طریقہ ابلاغ کا استعمال کرتے ہوئے یہ کمپنیاں مسلسل خبروں کے طور پر ایسی باتوں کو شائع کرتے رہتی ہیں۔

اب یہ وقت ہے کہ ہم بھی یورپی عوام کی طرح چوکنا ہو جائیں۔ اور ان گندم نما جو فروشوں کو اچھی طرح پہچان لیں۔ (ختم شد)

قاتل اور مسیحا کی آخری قسط آپ کے سامنے ہے۔ اس سے پہلے کی قسطوں میں آپ کو پوری طرح آگاہ کر دیا گیا تھا کہ مسیحائی کا دعویٰ کرنے والے پیشہ ور حضرات انسانیت کو کس طرح نیست و نابود کرنے کی سازشوں میں لگے ہوئے ہیں۔ کوالٹی کنٹرول کے علاوہ یہ گندم نما جو فروش ملک و افراد کی معاشیات کا کس طرح استحصال کر رہے ہیں۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ وقت ابھی ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ ہمیں اب یہ سوچنا چاہیے کہ ہم ان فراڈ کے خلاف پہلا قدم کس طرح اور کب اٹھائیں۔ (ادارہ)

موت کے سوداگروں کو سخت سزا

دہلی میں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں برسر اقتدار اور حزب مخالف ممبران نے مطالبہ کیا کہ نقلی دوائیں تیار کرنے والے سماج دشمن عناصر کو سخت سزا دی جائے۔ اور ان پر قطعی رحم نہ کیا جائے۔

تعلیمی و ثقافتی کانفرنس!

ایسوسی ایشن آف آل مہاراشٹر سیکنڈری اینڈ ہائر سیکنڈری اسکولس کی سالانہ تعلیمی و ثقافتی کانفرنس انشاء اللہ مورخہ ۸، ۹ مئی ۱۹۸۱ء کو بمبئی کے رنگ بھون ہال میں منعقد ہوگی۔ اس میں وزیر تعلیم شری جنیکا پاٹل صاحب، ڈاکٹر علی رام بیرسٹر وزیر صحت، ایم۔ آئی قیصر وزیر اوقاف دجناب وقار احمد مومن صاحب وزیر اوقاف حکومت مہاراشٹر، ایجوکیشن انسپکٹر، ڈائریکٹر، پرنسپل منشی صاحب، ڈاکٹر مریم خانہ والا، دیگر تعلیم سے متعلق افسران شرکت کریں گے۔

جزائر مالدیپ میں عورتوں کیلئے خصوصی مسجد

مالدیپ میں صرف عورتوں کیلئے ایک مسجد مخصوص ہے۔ جو دستی جزیرہ پر عورتوں کی طرف سے تعمیر کی گئی اس مسجد کا افتتاح صدر مامون عبدالقیوم نے کیا۔ آپ نے بتایا کہ اس مسجد کے علاوہ مزید چار مسجدیں تعمیر کی گئی ہیں۔

احوال جامعہ و کوائف جماعت

محمدیہ طبیہ کالج کے طلبا
مولانا مختار احمد ندوی اور حکیم مختار اصلاحی کا خطاب

مورخہ ۱۷/اپریل بروز سنیچر کو مولانا مختار احمد ندوی اور حکیم مختار اصلاحی صاحبان کی محمدیہ طبیہ کالج میں آمد کے موقع پر ایک تقریب منعقد ہوئی۔

کالج کے ایک طالب علم کی قرأت سے تقریب کا آغاز ہوا۔ محترم صدر جامعہ محمدیہ طبیہ کالج کی تقاریر سے پیشتر صدر موصوف مولانا مختار احمد ندوی نے طلباء سے گذارش کی کہ تعلیم و تربیت و دیگر مسائل پر ہم سے گفتگو کریں۔ ایک طالب علم نے صدر موصوف کو بتایا کہ اساتذہ کرام کی محنت و شفقت سے کورس پورا ہوا۔ لیکن انتظامیہ سے گذارش ہے کہ کالج و ہوسٹل جلد از جلد قائم کر کے ہماری رہائشی دشواریوں کو ختم کیا جائے۔

ایک دوسرے طالب علم نے فرمائش کی کہ لائبریری میں کورس کی کتابیں مہیا کی جائیں۔ اور سب سے اہم دشواری جس سے ہم دوچار ہیں وہ ہے گرلس ہوسٹل کی کمی۔ اسلئے گرلس ہوسٹل جلد تعمیر کیا جائے۔ ایک طالب علم نے زور دیا کہ ہاسپٹل جلد از جلد امسال ضرور شروع کیا جائے۔ کیونکہ انشاء اللہ ہم فائنل کورس میں داخل ہو جائیں گے۔

مولانا مختار احمد ندوی صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا کالج محسن انسانیت پیغمبر اسلام کے نام سے منسوب ہے۔ ہم اپنے دلوں میں اس کا بے حد احترام اور لگن رکھتے ہیں۔ جامعہ محمدیہ کو جماعت اہلحدیث [illegible] مثالی ادارہ [illegible] رکھتا ہے۔ جامعہ کی تعمیر کی تاریخ میں [illegible] کالج، [illegible] پرائمری [illegible] مدرسہ عائشہ صدیقہ [illegible] اور طبیہ کالج کے قیام [illegible] اسلئے [illegible] کا قیام [illegible] ہم نے [illegible] کے باوجود [illegible] محترم دوست خلیل سیٹھ صاحب [illegible] کہ اس سال طبیہ کالج کھولا جائے کیونکہ [illegible] اس بات کا اعتراف خود میرے دل میں تھا۔ لیکن حکیم مختار اصلاحی صاحب اور حکیم فیاض عالم صاحب کے اصرار نے ہمیں مجبور کیا کہ آپ صرف اجازت دیجئے اور فنڈ مہیا کیجئے۔ بہرحال ہم نے اس شرط پر اجازت دی کہ پہلے کالج کو گورنمنٹ سے منظور کرایا جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ حکیم فیاض عالم صاحب کی بے لاگ کوششوں اور محنتوں سے کالج کو منظور کرا لیا گیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کالج میں اچھی تعلیم و تربیت ہو۔ تعلیم طب کے ساتھ ساتھ کردار سازی بھی ہو۔ ہماری حتی المقدور کوشش رہی ہے کہ کالج جلد از جلد اپنی عمارت میں منتقل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان چھ دن میں بنایا۔ بہرحال ہم تو صرف بندے ہیں۔ ہم بھلا ایک دن میں کیسے بنا سکتے ہیں۔ ہمارے کنسٹرکٹر بر عمارت کی تکمیل کیلئے کوشاں ہیں۔ ہمارے ذہن میں طبیہ کالج کی لائبریری کا نہایت اعلیٰ اور معیاری نقشہ ہے۔ اسمیں ایک تحقیقاتی شعبہ بھی ہوگا۔ سردست لائبریری کیلئے کالج کی ضروری کتابیں جلد خریدی جائیں۔ اگرچہ ہم نے آپ کا داخلہ اس شرط پر لیا تھا کہ ہوسٹل کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوگی۔ تاہم انتظامیہ ہوسٹل کے قیام کیلئے کوشاں ہے۔ انشاء اللہ آئندہ سال سے ہوسٹل کا انتظام ہو جائے گا۔ جہاں تک اس کیمپس کا تعلق ہے۔ اسمیں اس دینی ادارے کی روایات پر قائم رہتے ہوئے ایسی کوئی حرکت نہ ہو۔ جس سے اس دینی ادارے پر حرف آئے۔ کوئی بھی ایسا کام جس سے اس ادارے پر دھبہ لگے۔ نہیں ہونا چاہئے۔ مولانا موصوف نے اس بات پر زور دیا کہ کالج میں صرف فنی تعلیم ہی نہ ہو۔ بلکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک اچھا کردار بھی پیدا کریں۔ حکیم جتنا نیک ہوتا ہے۔ اتنا ہی مفید ہوتا ہے۔ جب بنیاد ہی اچھی نہ ہوگی۔ تو آپ اچھے حکیم بھی نہ بن سکیں گے۔ میں دیکھتا ہوں کہ سعودیہ کی سرزمین سے عالم [illegible] اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے امریکہ جاتے ہیں۔ وہاں سے وہ انجینیر و ڈاکٹر اور محقق بن جاتے ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ وہ اپنے اسلامی کردار کو بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ آپ طب بھی پڑھیئے۔ اور ساتھ ساتھ دین کو بھی اپنے اندر محفوظ رکھیے۔ میں چاہتا ہوں کہ طبیہ کالج کی لڑکیاں [illegible] یونیفارم میں آئیں۔ جیسا کہ میں نے عرب ممالک کے کالجوں میں دیکھا ہے کہ لڑکیاں برقعے میں آتی ہیں۔ صرف چہرے اور کلائیاں کھلی رہتی ہیں۔ اسی طرح آپ بھی اپنا ایک یونیفارم مقرر کریں۔ اور ہو سکے تو برقعہ ہی کو اپنا یونیفارم بنا لیجئے۔ مزید فرمایا کہ آپ (طلبا) خوش نصیب ہیں کہ آپ کو ایک اچھی عمارت [illegible] سامان کے علاوہ اور تعلیم و تربیت کے لئے اچھے اساتذہ کرام ملے۔

بعد ازاں حکیم مختار اصلاحی صاحب چیرمین طبیہ کالج نے فرمایا کہ اس سال ہم نے کالج شروع کرنے کیلئے زیادہ اصرار اسلئے کیا کہ وقت اور حالات بڑی تیزی کے ساتھ بدلتے ہیں۔ وقت کب اور کیا رخ اختیار کریگا یہ کوئی نہیں جانتا۔ بہرحال ہم یہ محسوس کرتے تھے کہ ایک طبقہ یونانی طب کی ترقی کو پسند نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اردو کو پسند کرتا ہے۔ ہم پر یہ الزام تراشیاں بھی ہوئیں کہ اردو میڈیم کی وجہ سے کالج بیکار ہے۔ بہرحال ہم نے کسی کی پرواہ نہیں کی۔ اور یونانی فیکلٹی سے پہلے ہی منظور کروا لیا لیکن گورنمنٹ کی آفسوں میں فائلیں آگے بڑھنے کیلئے مہینوں لگ جاتے ہیں۔ میرے سامنے بمبئی کی طبیہ کالج کے تجربات ہیں۔ اس کالج کے یونانی ریسرچ یونٹ کا میں ایک ذمہ دار ممبر ہوں۔ اسکے پیش نظر میں نے یہ سوچا کہ اگر حالات بدلے اور ہم مالیگاؤں طبیہ کالج کو منظور نہ کرا سکے۔ تو کالج کیلئے ادارے کی عمارات لاحاصل ہو جائیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تکمیل مدت ہی میں کالج کو منظوری مل گئی۔ موصوف نے بچوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپکو ایک امتیاز حاصل ہے۔ کیونکہ آپ فاؤنڈر اسٹوڈنٹس ہیں۔ لہٰذا آپ کو بہت ساری قربانیاں دینی ہونگی۔ ابتدائی سالوں میں جو دشواریاں آپ کیساتھ ہیں۔ انشاء اللہ ہم انھیں جلد دور کر دینگے۔ [illegible] جب موصوف نے [illegible] رہائش کی دشواریوں کو دور [illegible] کالج کیلئے [illegible] آپ کالج کیلئے ایک مثال ہیں۔ آپ کا ایک یونیفارم ہو۔ جیسا کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ہے۔ یہ یونیفارم آپ کی شخصیت کو نمایاں کریگا۔ حکیم موصوف نے لڑکیوں کو تاکید کی کہ وہ اسلامی کردار کو محفوظ رکھیں۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ اچھا اخلاق کا معیار بہت مشکل سے ہوتا ہے۔ لیکن ذرا سی غلطی ہو جائے۔ یا دھبہ لگ جائے تو اسے مٹانے میں صدیاں لگ جاتی ہیں۔ طلبا کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آئندہ بھی آپ کی بہنوں کیلئے طبیہ کالج کے دروازے کھلے رہیں تو۔ آپ کو چاہیئے کہ ادنیٰ سی شرارت بھی نہ ہو [illegible] صرف [illegible] کوئی [illegible] نہیں ہو جاتی [illegible]

جامعہ محمدیہ و مدرسہ عائشہؓ کا سالانہ امتحان

جامعہ محمدیہ و مدرسہ عائشہ صدیقہؓ منصورہ مالیگاؤں کا سالانہ امتحان انشاء اللہ ۱۵/مئی ۱۹۸۲ء سے شروع ہو کر ۲۰/مئی ۱۹۸۲ء کو ختم ہوں گے۔

نتائج کا اعلان مورخہ ۲/جون یوم بدھ کو ہوگا۔ مورخہ ۲/جون ۱۹۸۲ء بعد نماز مغرب سے جامعہ کے بچوں و بچیوں کو گھر جانے کی اجازت ہوگی۔

جامعہ تعطیل کلاں ماہ رمضان کے بعد انشاء اللہ مدرسہ مورخہ ۱۳/جولائی ۱۹۸۲ء کو نئے سال کیلئے کھولے گا۔

منصورہ

محمد اسلم [illegible] الصف الاول من العالمیہ

یہ کیسے کیف کا منظر بنی ہے ارض منصورہ
خدا کے فضل سے اب عام ہے فیضان منصورہ
وہ دولت ہے مجھے معبود [illegible] شان منصورہ
گل [illegible] ہے جو [illegible] بزم منصورہ
[illegible] بزم منصورہ
جدھر دیکھو ادھر حفاظ و علما اور فضلا ہیں
یہ کیسے کیف کا منظر بنی ہے ارض منصورہ
یہ کاوش حضرت مختار ندوی کی بزم منصورہ
کہ جن کے خواب کی تعبیر خوش ہے بزم منصورہ
فروغ نقش سلف اور محور سنت ہے منصورہ
خدا کے فضل سے یہ مرکز ملت ہے منصورہ

دعوۃ القرآن

مرتبہ: شمس پیرزادہ

مختصر جامع اور مدلل تفسیر جس میں قرآن کی اصل دعوت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اور جدید فکری گمراہیوں کے مقابلہ میں تعلیمات ربانی کی دلنشیں تشریح کی گئی ہے۔ نیز مسائل حیات میں قرآن کی رہنمائی کو وضاحت کیساتھ پیش کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر عام انسانی ذہن کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ تاکہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کیلئے مفید ہو۔ اسلوب جدید اور عصر حاضر کے ذہن کو متاثر کرنیوالا۔ زبان سلیس اور عام فہم۔ طرز استدلال اور دلنشین۔ نظم کلام اور ربط آیات کی توضیح۔ ضعیف اور بے سروپا روایتوں سے پاک۔ کسی بھی فقہی مسلکی پابندی سے آزاد۔ قرآن کی تفسیر قرآن و سنت کی روشنی میں۔

تفسیر سورہ فاتحہ و بقرہ ۔/۶ روپے

تفسیر سورہ آل عمران و نساء ۔/۶ روپے

ادارہ دعوۃ القرآن ۵۹ [illegible] روڈ بمبئی ۳